پیمانہ اور وزن کے آلات اور اس کے ضمن میں ربوا کی نشاندھی

مولانا مفتی نعمت اللہ حقانی
اُستاد شعبہ تخصص جامعہ المرکز الاسلامی بنوں

فقہاء نے قدر سے مراد وزن اور کیل لیا ہے (ناپ تول) اس کے علاوہ اگر کسی اور طریقے سے اگر کسی چیز کا اندازہ ہو سکے تو اس کا اعتبار نہیں لہذا اگز اور عدد قدر شرعی نہیں ہے فی البحر قوله والمراد بالقدر الكيل فى المكيل والوزن فى الموزون فانحصر المعرف للحكم فيها (البحر الرائق ج ٦ ص ١٢٧)

۲: وزن اور کیل سے مراد وزن متفق ہیں لہذا مختلف ہلکی بھاری چیزوں کے مختلف اوزان مقرر ہیں وہ اوزان آپس میں ہم جنس نہیں جیسے کانٹا جس میں تولے ماشے کا وزن ہے رتک (بڑی ترازو) جس میں منوں کا حساب ہے ایسے ہی کیل اور پیمانہ غلے اور دودھ کا چونے اور سرخے کا پیمانہ مختلف جنس ہیں لہذا ایسے مختلف الوزن اور کیل کی چیزوں میں فروخت کیا جائے گا تو قدر کا اعتبار نہ ہوگا کما فی شرح المجلة فاما الفضل الحقيقى وهو الزيادة احد البدلين اذا اجتمع فى البدلين القدر المتفق عليه وهو الوزن اولكيل بان يكون كل منهما موزونا اومكيلا اولجنس (شرح المجلة ج ٢ ص ٤٤٤)

کیلی اور وزنی چیزوں کی پہچان:

واضح رہے کہ جو چیزیں حضور ﷺ کے زمانے میں کیلی یا وزنی تھیں وہ شرعا ہمیشہ ایسی ہی رہیں گے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عرف بدلنے سے کیلی یا وزنی کا بدلنا بھی جائز ہے کیونکہ نص کا مدار عرف پر ہے اور اس حکم کا تعلق عرف اور معاملات ہی سے ہے اور انسان کی عادت کو بدلنا بہت دشوار بات ہے البتہ برکت اسی میں ہے کہ جس کے ساتھ جناب نبی کریم ﷺ کا فعل اور قول متعین ہو چکا ہے، اسی پر عمل کیا جائے کمافی شرح المجلة وكل شئى نص الشارع ﷺ علىٰ تحريم التفاضل فيه كيلا فهومكيل ابدا وان ترك الناس الكيل فيه مثل الحنطة والشعير والتمر والملح وكل مانص علىٰ تحريم الفضل فيه وزنا فهوموزون ابداوان ترك الناس الوزن فيه مثل الذهب والفضة لان النص اقوىٰ من العرف والاقوىٰ لايترك بالادنىٰ ومالم ينص عليه فهومحمول علىٰ عادات الناس لانها دالة ،وعن ابى يوسفؒ انه يعتبر العرف علىٰ خلاف المنصوص ايضا لان النص علىٰ ذالك المكان العارة فكانت هى المنظور اليها وقد تبدلت فعلىٰ هذا الوباع الحنطة بجنسها متساويا وزنا اوالذهب بجنسه متماثلا كيلا لايجوز عندهما وان تعارفوا ذالك لتوهم الفضل علىٰ ما هو المعيار فيه كما اذا باع مجازفة الاانه يجوز الاسلام فى الحنطة ونحوهما وزنا لوجود الاسلام فى معلوم (كذا فى الهداية وشرح المجلة ج ٢ ص ٤٤٤)(ومثله فى الردالمحتار ج ٤ ص ٢٠٢ مكتبه رشيديه)

درمختار میں ہے ومانص الشارع علیٰ کونه کیلیا کبر وشعیر وتمر اووزنیا کذهب والفضة فهو کذالک لایتغیر ابدا(فتاویٰ عبدالحئی بحواله درمختار ص ۳۰۲)

معیار شرعی سے کم مقدار میں تفاضل کا جواز:

یہ ملحوظ رہے کہ معیار شرعی جو کیل یا وزن ہے جن کے متحد الجنس ہونے کی صورت میں فضل اور نسأ دونوں حرام ہیں اور مختلف الجنس ہونے کی صورت میں نسأ حرام ہے اس حرمت کی کم از کم مقدار نصف صاع ہے لہذا نصف صاع سے کم میں تفاضل جائز ہے والحجة مافی الهندیه قوله ویجوز بیع الحفنة بالحفنتین او التفاحة بالتفاحتین ومادون نصف صاع فی حکم الخ (فتاویٰ عبدالحئی بحواله(هندیه ص ۳۰۳)قال فی الفتح لماحصروا المعرف فی الکیل والوزن جاز ومالایدخل تحت الکیل مجازفة کتفاحة بتفاحتین وحفنة بحفنتین لعدم وجود المعیار المعرف للمساواة فلم یتحقق الفضل ولهذا کان مضمونا بالقیمة عند الاتلاف لابالمثل ثم قال وهذا اذالم یبلغ کل واحد من البدلین نصف صاع فلوبلغة احدهما لم یجز حتیٰ لایجوز بیع نصف صاع فصاعدا بحفنة (الدرالمحتار ج۴ ص ۲۰۱ مکتبه رشیدیه)وکذا فی البحر قوله فالبر والشعیر والتمر والملح مکیلة ابدا لنص رسول الله ﷺ علیها فلایتغیر ابدا فیشترط التساوی فی المکیل ولایلتفت الیٰ التساوی فی الوزن دون الکیل حتیٰ لوباع حنطة بحنطة وزنا لاکیلا لم یجز والذهب بالذهب موزون ابدا للنص علیٰ وزنهما فلابد من التساوی فی الوزن حتیٰ لوتساوی الذهب بالذهب کیلا لاوزنا لم یجز وکذا الفضة بالفضة لان طاعة رسول الله ﷺ واجبة علینا لان النص اقویٰ من العرف فلایترک الاقویٰ بالادنیٰ الخ(البحر الرائق ج۶ ص ۱۲۹)

مثله فی المبسوط قوله واذا ثبت ان الحکم وجوب المماثلة ولایتصور ثبوت الحکم بدون محله عرفنا ان المحل الذی لایقبل المماثلة لایکون مال الربا اصلا والحفنة والتفاحة لاتقبل المماثلة بالاتفاق فلم یکن مال الربا(المبسوط للسرخسی ج۱۲ ص۱۱۷)

۳: یہاں یہ بھی ملحوظ ہونا چاہئے کہ جو چیزیں حضور ﷺ کے زمانہ میں قدری نہ تھیں نہ ان کا قدری ہونا ثابت ہوا ہو اس میں عرف حاکم ہے چاہے قدری کو غیر قدری کردے یا غیر قدری کو قدری بنالے۔جیسے کاغذ وغیرہ اس زمانے میں وزن سے بکتا ہے اس لئے قدری ہوگیا والحجة فی ذالک مافی البحر قوله ومالم ینص علیه فهو محمول علیٰ عادات الناس لانها دالة علیٰ جواز الحکم الخ (البحر الرائق ج۶ ص ۱۲۹)

وزنی اور کیلی ہونے میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ کی حیثیت:

امام ابو یوسفؒ چونکہ اس کے قائل ہے کہ کسی چیز کا مکیلی یا موزونی ہونے کا مدار عرف پر ہے اگر چہ وہ چیز منصوص مکیلی ہو لیکن ابھی عرف میں اس کا رواج وزن پر بکنے کا ہو تو یہ چیزیں اب موزونی ہوجائے گی اسی طرح اس کے عکس کا حکم ہے یعنی اگر کوئی چیز منصوص موزونی ہو لیکن عرف میں اب اس کا رواج کیل کے ساتھ فروخت ہونے کا شروع ہوجائے تو اب یہ عرف کی وجہ سے مکیلی ہوجائے گا ذیل میں امام ابی یوسفؒ کے قول کی دلائل اور وجوہات پیش کئے جاتے ہیں محققین علماء اس کو تنقید کی نظر سے دیکھ سکتے ہیں۔

خاتمۃ المحققین علامہ کمال ابن ہمامؒ صاحب ہدایہ کے اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں **قولہ وعن ابی یوسفؒ انہ یعتبر العرف علیٰ خلاف المنصوص علیہ ایضا لان النص علیٰ ذلک المکان العادۃ فکانت ھی المنظور الیھا وقد تبدلت الکیل فی الشئی اوالوزن فیہ ماکان فی ذلک الوقت الالان العادۃ اذذاک بذاک وقد تبدلت فتبدل الحکم واجیب بان تقریرہ ﷺ ایاھم علیٰ ماتعارفوا من ذالک بمنزلۃ النص منہ علیہ فلایعتبر بالعرف لان العرف لایعارض النص کما ذکرناہ آنفا کذاوجہ .** یہاں تک صاحب فتح القدیر کا دعویٰ مع الدلیل اور پھر اس دلیل پر ایراد ظاہر کیا گیا آگے عبارت میں علامہ موصوف اس کے جواب دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں **قولہ ولایخفیٰ ان ھذا لایلزم ابایوسفؒ لان قصاراہ انہ کنصہ علیٰ ذالک وھو یقول یصار الیٰ العرف الطاری بعد النص بناء علیٰ ان تغیر العادۃ یستلزم تغیر النص حتیٰ لوکان رسول اللہ ﷺ حیا لنص علیہ علیٰ وزان ما ذکرنا فی سنیۃ التراویح مع انہ ﷺ لم یواظب علیہ بل فعلہ مرۃ ثم ترک لکن لما بین عذرا خشیۃ الافتراض علیٰ معنیٰ لولاہ لواظب حکم بالنسیۃ مع عدم المواظبۃ لانا من بھذہ النسخ فحکمنا بالسنیۃ فکذا ھذا لوتغیرت تلک العادۃ التی کان لنص باعتبارھا الیٰ عادۃ اخریٰ تغیر النص الخ (فتح القدیر ج۶ ص ۱۵۸)** علامہ موصوف رسائل ابن عابدین میں مزید اس روایت کی ترجیحی آثار کی طرف نشان دہی کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں **وظاھر کلام المحقق ابن الھمام ترجیح ھذہ الروایۃ (رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۱۱۸)** امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ عرف منصوص علیہ کے خلاف بھی معتبر ہوسکتا ہے کیونکہ نص کے وارد ہوتے وقت عرف اسی پر جاری تھا تو عرف ہی معتبر ہوگا اور اب کیلی اور وزنی اشیاء میں چونکہ عرف بدل گیا ہے تو حکم بھی تبدیل ہوگا۔ اور اس کا جواب یہ کہہ کر دیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کا ان کے عمل پر سکوت بمنزلۃ النص ہے تو نص عرف کے مقابلے میں تبدیل نہیں ہوگا کیونکہ عرف کے مقابلے میں نص زیادہ قوی ہے ابن ہمامؒ اس اعتراض کا یہ کہہ کر جواب دیتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ پر خلاف نص کرنے کا الزام وارد نہیں ہوتا کیونکہ تعامل الناس ہی معتبر ہوگا اس مسئلے کی بنا اس بات پر ہے کہ عرف کی تبدیلی سے منصوص مسئلہ تبدیل ہوتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اگر حضور ﷺ آج زندہ ہوتے تو ہماری طرح تراویح کی سنیت کے بارے میں کہتے۔ حالانکہ تراویح پر حضور ﷺ سے مواظبت ثابت نہیں بلکہ صرف ایک بار پڑھنا ثابت ہے (جس کا مقتضیٰ کم از کم استحباب ہے) اور

حضورﷺ نے عدم مواظبت کا یہ عذر بیان فرمایا کہ مجھے مواظبت کی صورت میں فرض ہونے کا خوف ہے اور ہم حضورﷺ کے بعد نسخ کے اہل نہیں رہے اس لئے ہم نے تراویح کی کا حکم لگایا۔ تو اسی طرح یہ مذکورہ مسئلہ بھی ہے۔ اگر یہی عادت جس کی وجہ سے نص وارد ہوا تھا تبدیل ہوجائے تو نص بھی تبدیل ہوگا۔ علامہ شامیؒ، ابن ہمامؒ کے اس قول کے بارے میں فرماتے ہیں **قوله وحاصلها توجيه قول ابی یوسفؒ ان المعتبر العرف الطاری بانه لایخالف النص بل یوافقه لان النص علیٰ کیلیة الاربعة ووزنیة الذهب والفضة مبنیٰ علیٰ ذالک ماکان فی زمنه ﷺ من کون العرف کذالک حتی لوکان العرف اذذاک بالعکس لورد النص موافقا له ولوتغیر العرف فی حیاته ﷺ لتغیر الحکم وملخصه ان النص معلول بالعرف فیکون المعتبر هوالعرف فی ای زمان کان ولایخفیٰ ان هذا فیه تقویة لقول ابی یوسفؒ فافهم (ردالمحتار ج۷ص ۴۱۰، ۴۱۱ باب الربا)**

تنبیہ: واضح رہے کہ امام ابی یوسفؒ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ مکیلی، موزونی میں اگر عرف طاری اس کے عکس پر قائم رہا تو اس کا اعتبار ہوگا۔ البتہ اگر اس عرف کی وجہ سے موزونی میں وزن بالکلیہ لغو ہو جائے تو اس کے کسی صورت اور کبھی اجازت نہ ہوگی نہ روایت مشہورہ میں اور نہ روایۃ ضعیفہ کے حوالے سے۔ چنانچہ علامہ شامیؒ ارقام فرماتے ہیں **قوله لان المتبادر مما قدمناه من اعتبار العرف الطاری علیٰ هذه الروایة انه لو تعورف تقدیر الکیل بالوزن اوبالعکس اعتبر، اما لو تعورف الغاء الوزن اصلا کما فی زماننا من الاقتصار علیٰ العدد بلانظر الیٰ الوزن فلایجوز لاعلیٰ الروایات المشهورة ولاعلیٰ هذه الروایة لما یلزم علیه من ابطال النصوص التساوی بالکیل اوالوزن المتفق علیٰ العمل بها عند الائمة المجتهدین الخ (ردالمحتار ج۶ ص ۴۱۱ باب الربا)** چنانچہ اس کی مزید وضاحت علامہ موصوف اپنے معروف تصنیف رسائل ابن عابدین میں فرماتے ہیں **قوله والمتبادر من هذا انه علیٰ هذه الروایة لم تغیر العرف حتیٰ صار المکیل موزونا والموزون مکیلا یعتبر العرف الطاری اما لوصار المکیل نصا یباع مجازفة لایعتبر لمافیه من ابطال نصوص التساوی فی الاموال الربویة المتفق علیٰ قبولها والعمل بها بین الائمة المجتهدین الخ (رسائل ابن عابدین ج۲ ص ۱۲۵)**

خلاصہ: یعنی اگر اس عرف کی وجہ سے مکیلی مجازفتہ تک جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں ان نصوص مساوات کا بطلان لازم ہوگا جن کو ائمہ مجتہدین نے اموال ربویہ تساوی کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ مسئلہ مذکورہ کی مزید تائید حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے ایک جواب سے ہوتا ہے۔ جو کہ اس طرح ایک سوال جواب میں ارقام فرماتے ہیں کہ عرف کا اگر لحاظ کیا جائے جیسا کہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اور محقق ابن ہمامؒ نے اس کو ترجیح دی ہے اور کافی میں ہے **"الفتویٰ علی عادة الناس"** تو جیسا مکئی وغیرہ عرفاً وزنی ہے گندم و جو وغیرہ بھی وزنی ہے اور وزن سے ہی ان کا معاملہ ہوتا ہے پس عرفاً قدر دونوں جنسوں میں متفق ہے

جس سے نسیہ حرام ہوجاتا ہے کما فی الکتب الفقه وان وجد احدهما ای القدر وحده اولجنس حل الفضل وحرم ولونسأ قدروی دعوالربوا والریبة الخ (عزیز الفتاویٰ ج ا ص ۶۵۲)وفی رد المحتار الفتویٰ علی عادة الناس ظاهر البحر وغیره ان هذا فی السلم ففی الفسخ عن البحر واما الاسلام فی الحنطة ففیه روایتان والفتویٰ علیٰ الجواز لان الشرط کونه معلوما .وفی الکافی :الفتویٰ علیٰ عادة الناس الخ (ردالمحتار ج۷ص ۴۱۱ کتاب البیوع باب الربوا) اعلاالسنن میں مولانا ظفراحمد عثمانیؒ فتح القدیر کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں؛وبالجملة فظاهر مافی "الفتح "یفید ترجیح ماروی عن ابی یوسفؒ حیث انتصربه ورد ماورد علیٰ تعلیله "ولایخفیٰ مارواه الطحاوی عن ابی حنیفةؒ الامام افضل واحوط وهومذهب الشافعیؒ واحمدؒ وما اختاره اصحاب المتون اعدل واضبط وماروی عن ابی یوسفؒ اوسع وارفق فافهم وکن من الشاکرین الخ (اعلاء السنن ج۱۴ ص ۳۰۷)

نوٹ :واضح رہے کہ مسئلہ مجوثہ کا تعلق معاملے سے ہے اور اصول افتاء میں ہے کہ معاملات میں جانب رفق پر عمل کیا جاتا ہے لوگوں کے لئے وسعت طلب کی جاتی ہے لہذا اگر اس مسئلے میں امام ابی یوسفؒ کے قول پر عمل کیا جائے تو گنجائش ہوگی۔

میزان اور مکیال ہر علاقے کا اپنا معتبر ہوگا:

اثر ابن عمر میں اگر چہ اہل مدینہ اور میزان (وزن)اہل مکہ کو معتبر قرار دیا گیا لیکن مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے اس کی تاویل کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:(قوله ﷺ المکیال مکیال المدینة الخ) محمول علیٰ مانص رسول الله ﷺ علیٰ کونه مکیلا اوموزونا ولادلیل علیٰ کونه عاما للمنصوص وغیر منصوص علیه لاسیما وظاهر الحدیث ان لایعتبر الکیل فی المکیلات الالمکاییل سواها وکذالک الوزن ولاقائل به بل یجوز بیع المکیل بالمکیل اذتساویا فی الکیل وبیع الموزون اذتساویا فی الوزن بای مکیال ومیزان کان اتفاقا لانعلم فیه خلافا فلما کان ظاهر الحدیث متروکا بالاجماع لم یکن حجة لاعتبار کیل الحجاز ووزنه فی کل مکیل وموزون هناک بل فی المنصوص علیه وحده هذا (اعلاء السنن ج۱۴ ص ۳۰۴)وفی المنهیه من الاعلاء قال الامام الحرمین ولااتخذ مکیال مثله فی عصر الشارع وکان یجری التماثل به فالوجه القطع بجواز التماثل به فانّ النبی ﷺ لم یتعبد نا فی الحدیث الابالکیل المطلق فیما یکال ولم یعین مکیال وهذا الذی قاله امام الحرمین حق لاشک فیه واذا تاملت ماقدمته ظهر من ان التساوی فی مکیال دال علیٰ التساوی فی کل مکیال تنبهت لذالک فافهم فانه المقصود ولیس المقصود اعیان المکاییل الخ(من شرح المهذب ملخصا ج۱۰ ص ۲۷۴ المنهیه اعلاء السنن ج۱۴ ص ۳۰۴)

پیمائشی اور وزنی میں اجناس ربوا کی نشان دہی:

واضح رہے کہ جب جنس کا ہونا ہمارے نزدیک ربا الفضل کے دوصفات میں سے وصف اور ربا النسیۃ کی واحد علت ٹھہرا تو ان تمام اجناس کا جاننا ضروری ہے۔ جس میں ربوا (سود) جاری ہوتا ہے کمافی الشامی قولہ والحاصل کمافی الھدایۃ ان حرمۃ ربا الفضل وحرمۃ ربا النسیۃ باحدہما (ردالمحتار ج ۷ ص ۴۰۴) پس گندم اپنی اقسام، انواع اور شہروں وغیرہ کے اختلاف کے باوجود ایک ہی جنس ہے یہی حکم جو، اور آٹے اور ستو کا ہے اور یہی حکم کھجور، نمک، انگور، کشمش اور سونے، چاندی کا ہے، لہذا ان اشیاء میں نوع اور صفت میں مساوات ہونے کی صورت میں کسی (ماپی جانے والی) شی کی اس کے ہم اس کے ہم جنس کیلی شے سے اضافے کے ساتھ بیع بغیر کسی اختلاف جائز نہیں ہے (بدائع الصنائع اردو ترجمہ ج ۵) متحد الجنس کی تعریف فقہاء کے نزدیک صاحب نہایۃ المحتاجؒ نے فرمایا کہ جو اشیاء اسم خاص اور متحد معنی کے اندر داخل ہیں وہ سب ایک جنس ہیں اگرچہ اغراض ومقاصد کے اعتبار سے مختلف ہوں (بحوالہ عطر الهدایۃ ص ۷۷) نام کی تین قسمیں ہیں (۱) عموم وشمول، یعنی عام ہو اور اس کے تحت مختلف غرض وصنعت اور مختلف قسم کے افراد ہو، جیسے غلہ، کپڑا، حیوان، میوہ جات۔ یہ منطقیوں کے ہاں اسم جنس ہے مگر فقہاء کے ہاں نہیں۔

(۲) اصل اور حقیقت کے اعتبار سے جیسے گندم، جو، انار، تنزیب، لوہا، پیتل وغیرہ

(۳) باعتبار وصف اور حسن جیسے تنزیب اعلیٰ درجے کا یا ادنیٰ درجے کا، طائف کا یا کابل کا، ہندوستان وغیرہ کا۔ یہ دونوں قسم فقہاء کے نزدیک جنس واحد ہے اور ان میں ربوا متحقق ہے، پس انار، انار سے۔ تنزیب، تنزیب سے فروخت کیا جائے، اور یہ چیزیں اگر قدری ہوں تو کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا یا ادھار فروخت کرنا دونوں حرام ہیں اگر جنس ایک نہ ہو تو صرف ادھار حرام ہے۔ نقدا کمی زیادتی صحیح ہے (عطر ہدایہ ۱۷۸) کمافی البحر نقلا عن الفتح قوله واختلاف الجنس بالجنس يعرف باختلاف الاسم الخاص واختلاف المقصود فالحنطة والشعير جنسان عندنا لان افراد كل منهما في الحديث يدل علىٰ ذالك والثوب الهروى والمروى بسكون الراء جنسان واختلاف الصنعة وقيام الثوب بها وكذا المروى المنسوج ببغداد وخراسان واللبد اللاتى والطالقاني والتمر كله جنس واحد والحديد والرصاص والشبه اجناس وكذا غزل الصوف والشعر واللحم الضاني والمعزىٰ والبقرى والالية واللحم وشحم البطن اجناس ودهن البنفسنج والخيرى جنسان والادهان المختلفة اصولها اجناس ولايجوز بيع رطل زيت غير مطبوخ برطل مطبوخ مطيب لان الطيب زيادة الخ وفي المعراج :القدر عبارة عن المعيار والجنس عبارة عن مشاكلة المعاني الخ (البحر الرائق ج٦ ص١٢٧) وفي الدر قوله ثم اختلاف الجنس يعرف باختلاف الاسم الخاص واختلاف المقصود كمابسطه الكمال وقال ابن عابدينؒ قوله كما بسطه الكمال حيث قال بعد ماتقدم فالحنطة والشعير جنسان خلافاللمالكؒ لانهما مختلفان اسما ومعنى وافراد كل عن الاخر في قوله ﷺ الحنطة بالحنطة والشعير بالشعير يدل عليه

والاقال الطعام بالطعام الخ (ردالمحتار ج۷ص ۴۰۶)ثم قال وسیذکر الشارح ان اختلاف الجنس باختلاف الاصل اولمقصود اوبتدل الصفة الخ (ردالمحتار ج۷ص ۴۰۶)

ربوا کی صورتیں:

لہذا خوب پکی ہوئی گندم کواچھی طرح نہ پکی ہوئی (غیر مقلیہ) گندم کے عوض فروخت نہیں کیا جاسکتا اور پکی ہوئی کوان پکی کے عوض اور گندم کوگندم کے آٹے اور ستو کے بدلے اور پکی ہوئی کھجور کوان پکی کھجور کے بدلے ناپ میں کمی بیشی کے ساتھ یا اس میں ناپ کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ مقلیہ (خوب پکی ہوئی) گندم کے اجزاء ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں جس کا اندازہ تجربے سے ہوتا ہے۔لہذا ناپ میں یکسانیت ہونے کے باوجود مقدار میں کمی بیشی ہوگی۔جس کی بناء پر ربوا (سود) متحقق ہوجائے گا یہی حکم آگ پر پکائی ہوئی گندم کا غیر پکائی ہوئی گندم کے بدلے میں ہے۔کیونکہ گندم پر پکانے سے پھول جاتے ہیں لہذا غیر پکائی ہوئی گندم مقدار میں زیادہ ہوگی جس کی بنا پر کمی بیشی ثابت ہوجائے گی۔اسی طرح گندم کوگندم کے آٹے کے عوض فروخت کرنے کا بھی یہی حکم ہے،اس لئے کہ گندم میں آٹا ہوتا ہے لیکن مانع ہونے کی بنا پراس کے اجزاء متفرق نہیں ہوتے بلکہ گندم میں یکجا ہوتے ہیں۔اور یہ بات مسلم ہے کہ اس اضافے میں پیسنے کے عمل کا کوئی دخل نہیں جواس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آٹے میں اضافہ تھا۔لہذا عقد کے وقت تجربہ کی رو سے ایک جانب آٹے کی مقدار میں اضافہ ثابت ہوجائے گا جس کی بنا پر سود ثابت ہوجائے گا (بدائع الصنائع اردو مترجم ج۵ص ۴۳۷،۴۳۸)

(۳) گوشت کے بدلے گوشت فروخت کرنے میں ربوا کی صورتیں:

ضابطہ: واضح رہے کہ کسی چیز کا ہم جنس کے ساتھ مبادلے میں (کے وقت) ردی دھات کی شرعا کوئی قیمت نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے وجید ھا ور دیھا سواء لہذا دونوں میں اضافہ ظاہر نہ ہوگا اور گوشت (لحوم) کا اعتبار اصل کے ساتھ ہوتا ہے اگر دونوں کی جنس ایک ہوتو ان کا گوشت ایک ہی جنس تصور ہوگا لہذا اس میں مماثلت کا اعتبار ہوگا اس لئے ماسوائے یکساں ہونے کی حالت کے بیع جائز نہ ہوگی۔اور اگر ان کے اصول یعنی جانور مختلف ہوں تو گوشت مختلف الجنس تصور ہوگا لہذا ان میں سے ایک دوسرے کے عوض مساوی مساوی اور کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کی بیع دست بدست ہو جب کہ سود کی دو میں سے ایک علت یعنی ربا الفضل کی پائے جانے کی بناء پر جو وزن ہے ان کی باہم ادھار بیع پر درست نہ ہوگی تو جب اس بات کا پتہ چل گیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ ہر قسم کے اونٹ کا گوشت ،اس کی اقسام میں اختلاف کے باوجود یعنی خواہ وہ اعرابی ہو یا بختی یا ہجین یا دوکوہانوں والا یا ایک کوہان والا ،ایک ہی جنس شمار ہوگا۔اور یہی حال گائے ،بھینس کے گوشت کا ہے کہ وہ تمام ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی اصل ایک ہو یا باہم مختلف اور بھیڑ بکری کا گوشت از قسم بھیڑ،چھترے،بکری،بکرے وغیرہ ان کے اصول کا اعتبار کرتے ہوئے ایک ہی جنس ہے یہ ہمارا (احناف)

کا مسلک ہے۔والحجة فی ذالک مافی الدر والرد قوله (و) کبیع اللحوم مختلفة بعضها ببعض متفاضلا یدابید وفی قوله الرد قول (لحوم مختلفة)ای مختلفة الجنس کلحم الابل والبقر والغنم ،بخلاف البقر والجاموس والمعز والضان قوله (یدابید)فلایحل النسأ لوجود القدر وزیادة تفصیله مافی البحر قوله واللحوم المختلفة بعضها ببعض متفاضلا الخ لان اصولها اجناس مختلفة حتیٰ لایضم بعضها الیٰ بعض فی الزکاة واسمائها ایضا مختلفة باعتبار الاضافة کدقیق الشعیر والبر اوالمقصود ایضا یختلف والمعتبر فی الاتحاد المعنیٰ الخاص دون العام ولواعتبر (معا) لماجاز بیع شئی بشئی اصلا الخ علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ تفاضل اجناس مختلفہ میں جائز ہوتی ہے اور گوشت کی ایک جنس دوسری پر فروخت میں بھی تفاضل اس لئے جائز ہوئی کہ ان کے اصول آپس میں مختلف ہے یہی وجہ ہے کہ زکواۃ سائمہ ایک اصل والا جانور دوسرے اصل والے پر جنسیت کے اختلاف کی وجہ سے ضم (ملانا) نہیں ہوتا۔مزید یہ کہ اتحاد ایک چیز کا دوسرے کے ساتھ خاص معنی کے بنیاد پر ہوتا ہے نہ کہ عام پر۔آگے مزید فرماتے ہیں قوله قید بالمختلفة لان غیر هما لایجوز متفاضلا کلحم البقر والجاموس اولبنهما اولحم المعز والضان اولبنهما اولحم العراب والبخاتی لاتحاد الجنس بدلیل الضم فی الزکاة لتکمیل فکذا اجزاء هما مالم یختلف المقصود کشعر المعز وصوف الضان اومایتبدل بالصنعة لاختلاف المقاصد ولذا جاز بیع بیع الزیت المطبوخ بغیر زیت المطبوخ المزمی منه متفاضلا وانما جاز بیع لحم الطیر بعضہ متفاضلا وان کان من جنس واحد لم یتبدل بالصنعة لکونه غیر موزون عادة فلم یکن مقدرا فلم توجد العلة فی اصله ان الاختلاف باختلاف الاصل اولمقصود اویتبدل الصنعة الخ(بحر ج۷ص ۱۳۴)

زندہ جانور کی بیع گوشت کے ساتھ:

تو اگر دونوں کی اصل مختلف ہوتو وہ دو مختلف جنسیں، جیسے کہ زندہ بکری کی بیع اونٹ اور گائے کے گوشت کے ساتھ اندازے کے ساتھ نقد اور ادھار دونوں جائز ہے۔اس لئے کہ دونوں میں وزن اور جنس کی علتیں معدوم ہیں لہذا سرے سے ربوا ثابت نہ ہوئی۔

بکری کا گوشت زندہ بکری کے گوشت کے عوض مجازفتہ بیع میں ربوا:

اگر دونوں اصل کے اعتبار سے ایک ہوں جیسے زندہ بکری کے گوشت کے عوض بیع۔تو ہمارے بعض مشائخ ان کی علیحدہ علیحدہ جنس کا اعتبار کیا ہے جس کی بناء پر انہوں نے بکری کے گوشت کی زندہ بکری کے عوض اندازے کے ساتھ بیع کو جائز قرار دیا ہے یہ امام ابو یوسفؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس نے ایک جنس کو اس کے غیر کی جنس کے ساتھ فروخت کیا ہے اور ان مشائخ میں سے بعض نے دونوں میں ایک ہی جنس کا اعتبار کیا اور اس پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھی ہے کہ زندہ بکری وزن کی جانے والے

شئے نہیں ۔ ربا الفضل کے جاری ہونے کا اعتبار دو اوصاف یعنی جنس اور مقدار کے ایک ساتھ بیع میں جمع ہو جانے کی حالت میں ہوتا ہے لہٰذا ان میں سے ایک دوسری شے کے عوض اندازے اور کمی بیشی کے ساتھ بیع جائز ہے بشرطیکہ یہ بیع دست بدست ہو اور یہی قول صحیح ہے جیسا کہ خلافیات میں بیان کیا گیا ہے۔

بیع اللحم بالحیوان میں امام محمدؒ کے قول اور استدلال بالاثار کا جائزہ:

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ بیع اس صورت میں جب تجربے یا اندازے سے یہ معلوم ہو کہ گوشت کا وزن زندہ بکری میں موجود گوشت سے زیادہ ہے جائز ہوگی ۔ اس لئے کہ اس صورت میں گوشت تو گوشت کے بدلے میں ہوگا ۔ اور اضافی گوشت جانور کے اطراف یعنی سری، پائے اور چربی کے بالمقابل ہوگا ۔ لیکن اگر گوشت کی مقدار زندہ بکری میں موجود گوشت کے مساوی یا اس سے کم تر ہو یا اس کا صحیح اندازہ نہ ہو تو بیع جائز نہ ہوگی (بدائع الصنائع ترجمہ اردو ج ۵ ص ۴۴۳) یہی اختلاف اس صورت میں ہے جب اس نے زندہ بکری کو بکری کی چربی یا دنبے کی چکی کے بدلے فروخت کیا ۔ یہ ہمارے ائمۂ کرام کا مسلک ہے ۔ چند آثار صاحب فتح القدیر نے عدم جواز بیع اللحم بالحیوان پر جمع کئے ہیں چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں قوله واعلم ان السمع ظاهر فى منع البيع اللحم بالحيوان ومنه ضعيف وقوى فمن القوى مارواه مالكؒ فى المؤطا وابوداؤد فى المراسيل عن زيد بن اسلم عن سعيد بن المسيب نهىٰ رسول الله ﷺ عن بيع اللحم بالحيوان وفى لفظ نهىٰ عن بيع الحى بالميت ومرسل سعيد مقبول بالاتفاق وقال ابن خزيمة حدثنا احمد بن خفص السلمى حدثنى ابى حدثنى ابراهيم بن طهمان عن الحجاج بن حجاج عن قتادة عن الحسن عن سمرة نحوه قال البيهقى اسناده صحيح ومن اثبت سماع الحسن من سمرة عده موصولا ومن لم شبة فهو مرسل جيد وانت تعلم ان المرسل عندنا حجة مطلقا واسند الشافعىؒ الىٰ رجل مجهول من الاهل المدينة انه ﷺ نهىٰ عن ابيتاع الحى بميت واسند عن ابى بكر الصديقؓ انه نهىٰ عن بيع اللحم بالحيوان وبسنده الىٰ القاسم بن محمد وعروة بن الزبير وابى بكر بن عبدالرحمٰن انهم كرهوا ذالك وهؤلا تابعون وحديث ابى بكرؓ لعله بالمعنى فان مشائخنا ذكروه عن ابن عباسؓ ان جزور انحر علىٰ عهد رسول الله ﷺ فجاءه اعرابى بعناقه فقال اعطونى بهذا العناق لحما فقال ابوبكرؓ لايصح هذا ،هذا تأولوه . اعلاء السنن میں ہے والذى يظهر من فتح القدير ان مالكا واحمد مع محمد وقالا لايجوز مع اتحاد الجنس ويجوز مع اختلافه الخ (اعلاء السنن ج ۱۴ ص ۳۲۷) وتأولوه علىٰ انه كان من ابل الصدقة نحر ليتصدق به الخ (فتح القدير ج ۶ ص ۱۶۷) علامہ ابن ہمامؒ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے ہاں راجح منع ہے چنانچہ حضرت مولانا عبدالحیؒ انہی روایات ذکر کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں، كذا حققه ابن همامؒ فى فتح القدير وكأنه اشار الىٰ ترجيح ماوافقه الروايات الحديثيه ،التعليق الممجد علىٰ مؤطا امام محمد ص ۳۳۹.

تاہم مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ان روایات وآثار کو بیع نسیئہ پر حمل کیا ہے۔ چنانچہ موصوف ارقام فرماتے ہیں (وحمله ابو حنيفةؒ علیٰ بيع النسئية وقال لابأس اذاكان البيع يدابيد، واختلف المشائخ فی منشأ هذا الحمل ومبناه فقال بعضهم ان منشأه ومبناه هو كون الحيوان جنسا واللحم جنسا وان مبناه علیٰ ان الحيوان وان كان من جنس اللحم الاانه ليس بموزون ، فلايتحقق القدر والجنس الموجبان لحرمة الفضل . چند سطور بعد فرماتے ہیں قال العبد الضعيف ودليل حمل الاثار وعلیٰ النسئية مارواه محمدؒ اخبرنا مالكؒ اخبرنا داؤدبن الحصينؒ انه سمع سعيد بن المسيب يقول وكان من ميسر اهل الجاهلية بيع اللحم بالشاة والشاتين (۳۳۷)والميسرمفسر بالقمار وهو لايكون الانسئية وبدليل مارواه الطبرانی عن عبيدبن نصلة الخزاعی قال اصاب الناس جهد شديد علیٰ عهد رسول اللهﷺ قال فنعشرة (ای جعله عشرة اجزاء)رجل بعير اله عشرا ثم قال من احب ان ياخذ من هذا اللحم بقلوص الیٰ حبل الحبلة قال فاخذنا ،فبلغ ذالك النبیﷺ فرده قال ابونعيم قال فيه بعض اصحابنا عن سفيان الیٰ رجل ورجاله رجال الصحيح كذا فی مجمع الزوائد (ج۴ص ۱۰۴، ۱۰۵)فهذا هو الذی نهیٰ عنه رسول اللهﷺ من بيع اللحم بالحيوان لاكما قاله الشافعیؒ ومحمدؒ(اعلاء السنن ج ۱۴ ص ۳۲۶، ۳۲۷)

امام ابو یوسفؒ کے قول کی ترجیح کیلئے فقہاء کے درج ذیل عبارات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ علامہ شامیؒ نے اپنے مشہور حاشیہ امحة الخالق علی البحر الرائق میں ایک طویل تفصیل کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

قولہ: وبيع الدقيق وزناعلیٰ ما هو المتعارف فی زماننا ينبعی ان يكون مبينا علیٰ هٰذه الرويه وظاهرما فی الفتح يفيد ترجيحها دمنحته الخالق ۱۲۹/۶ .

۲۔ اسی طرح عصر حاضر کے معروف فقیہ علامہ دکتور وھبۃ الزحیلی مسئلہ مجوثہ کے حوالے سے توثیقی کلمات درج کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ قولہ: ورأيه اقوىٰ حجة الخ) یعنی امام ابو یوسفؒ کا رائ گرامی اس مسئلے میں دلیل کے اعتبار سے اقوئ ہے اور اقوئ کو ادنیٰ کے مقابلے میں متروک نہیں کیا جاسکتا۔ (ملاحظہ ہو: الفقہ الاسلامی وادلتہ ج۵ص ۳۷۰)

۳۔ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری اپنے معروف کتاب ''الفقه علیٰ المذاهب الاربعه'' امام ابو یوسفؒ کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں وهو اقرب فی ضبط الموضوع واسهل فی تعليق الحكم الفقه علیٰ المذاهب الاربعه ج۲ ص ۲۵۸).

نوٹ: مشائخ اور اکابرین فقہاء رحمھم اللہ کے درج بالا توثیقی کلمات سے امام ابو یوسفؒ کا رائ زیر بحث مسئلے میں وزنی معلوم ہوتی ہے۔

واللہ اعلم